Abdul Mannan assistant professor  G t  Urdu department C.M.j College khutauna MADHUBNI Email abdulmannan12200 @gmail .com part 3 date14/7/2020 topic  Faiz ka  fan par ek jaiza
فیض احمد اردو کے نام ور شاعر ھیں وہ ترقی پسند شاعر بھی ھیں ۔وہ بیک وقت شاعر ؛نظم گو  غزل گو  کے ساتھ ساتھ انگریژی کے پروفیسر بھی تھے انھوں نے رومانی شاعری کا حق ادا کر دیا وہ اشتراکيت پسند شاعر بھی تھے انکی تصنیفوں میں نقش فریادی 'دست صبا 'زنداں نامہ 'دست تہ سنگ بہت مشہور ہوءے
فیض جس دور سے تعلق رکھتے ھیں وہ انگریزوں کے تسلط اور آزادی ملنے کے بعد کا دور تھا ہندوپاک کا بٹوارا ہو چکا تھا ۔فیض بعد میں پاکستان کو پسند کیا تھا ۔انہوں نے اشتراکيت کو پسند کیا انھیں غریب مزدور کسان مظلوم عورت مرد سبھوں سے ہمدردی تھی وہ ترقی پسند شاعر ھیں اس لیے ان کی رومانی نظموں میں استراکیت اور حقیقت دونو پہلو نظر آتے ھے وہ انقلابی ذہن رکھتے ھیں مگر جوش ملیح آبادی کی طرح گھن گرج نہیں ھے فیض ایک راستے رور کی پیدا وار ھیں جب حالات نے انہیں عمل کے میدان میں لا کھرا کر دیا جب وہ مساءل کو صرف دیھکنے کے قاءل نہیں رہے بلکہ ان سے دو چار بھی ہوءے اس صورت حال کے اثرات ۔دست صبا۔ کی نظموں میں صاف ظاہر ھے اس میں ایک نئی زندگی کا احساس ہوتا ھے ایک جولانی نظر آتی ھے زنرگی کو سنوارنے کا جزبہ کام کرتا ہوا دیکھائ دیتا ھے اس کو نۓ نظام سے آشنا کرنے کی تمنا ھے ان کے علاوہ ان میں حسن بھی ھے اس رجحان کی وضاحت جن نظموں سے ہوتی ھے ان میں ۔اے دل بیتاب ٹھہر۔ سیاسی لیڈر کے نام ۔ صبح آزادی ۔ لحو قلم  شیشوں کا مسیحا کوءی نہیں  اور دوعشق خاص طور قابل ذکر ھے
فیض اے دل بیتاب ٹھہر ۔میں محول کی بدلتی ہوءی کیفیت کا اظہار پیش کیا ھے لیکن اس کے علامتی انداز نے اس میں خاصی وسعت پیدا کر دی ھے ان کی نظروں نے ایک غلط نظام کی تیرگی کو امنڈتے ہوءے  دیکھا ھے سب کی رگ رگ سے انھیں لہو پھوٹتے ہوءے نظر آیا ھے فیض ہستی کی رفتار سے دونوں عالم کے نشے کو ٹوٹتا ہوا محسوس کیا ھے تاریکی ہی تو سہر کو پیدا کرتی ھے چنانچہ خود فرماتے ھے

تیرگی ھے کہ امنڈتی ہی چلی آتی ھے
شب کی رگ رگ سے لہو پھوٹ رہا ہو جیسے
چل رہی ھے کچھ اس انداز سے نبض ہستی
دونوں عالم کا نشہ ٹوٹ رہا ہو جیسے
رات کا گرم لہو اور بھی بہ جانے دو
یہی تاریکی توھے غازہ رخسار سحر
صبح ہونے کو ھے اے دل بیتاب ٹھہر

حالات کی تبدیلی ایک خوش آءند مستقبل کا یقين اور عوام کی اہميت کا شعور اس نظم میں بہوت نمایاں ھے
فیض کی شاہکار نظم میرے ہم دم میرے دوست اس میں عوام کی اہميت کو سمجھنے کی بڑی کوشش کی ھے وہ عوام کو اپنا دوست سمجھتے ھے اور ان کی تمام پرےشانیوں الجھنوں اور مشاءل کا مداوا کرنا کرنا چاہتے ھیں پہلے مناظر قدرت کرتے ھے پھر پیار و محببت کے لہجے میں انھیں نصیحت آمیز گیت میں ان سے کہتے ھیں

یوں گاتا رہوں گاتا رہوں تیری خاطر
گیت بنتا رہوں بیٹھا رہوں تیری خاطر
پھر آگے فرماتے ھے میرے گیت تیرے دکھ کا علاج نہیں بلکہ پیغام عمل ھے اور جو اس عمل پر چلے گا  وہ پوری زنرگی کامیاب رہے گا  تیری دکھ تکلیف کا علاج جس نستر سے ہو گا وہ تیرے اندر موجود ھے وہ فرماتے ھیں
نغمہ جراح نہیں مونس وغم خوار سہی
گیت نشتر تو نہیں مرہم آزار سہی
تیرے آزار کا چارہ نہیں نشتر کے سوا
اور یہ سفاق مسیحا میرے قبضے میں نہیں
اس جہاز ں کے کسی ذی روح قبضے میں نہیں
ہاں مگر تیرے سوا تیرے سوا تیرے سوا
ان کی نظم میں بیان کی وسعت اور خیال کی گہرائی ھے اور جزبات کی شدت نہایت زوروں پر ھیں ان کا نیا اسلوب ھے اسلوب میں بے باقی ھے ان کی نظموں میں فیض کا فکر و فلسفہ نہایت عروج پر ھے ان کی نظموں میں خیال کی گہرائی اور وسعت نیان ھے انہوں نے اپنی شاعری میں پیغام حیات عطا کیا زنرگی گزانے کا بہترين سلیقہ سیکھا یا ھے  فنی اور تکنیکی اعتبار سے ان کی نظمیں کامیاب ھے

|  |  |
| --- | --- |
| https://ssl.gstatic.com/ui/v1/icons/mail/no_photo.png | ReplyForward |